TQ Lesson 247 Surah Zumar 64-75 tafsir

Done سورۃ الزمر کا آخری سبق آیت نمبر 64 سے 75 تک کی آیات پر مشتمل ہے اور یہ سورۃ کی اختتامی آیات ہیں اور سورۃ کی اختتامی آیات میں پوری سورۃ کا خلاصہ ہے اور آپ نے شروع میں یہ بات پڑھی تھی کہ سورۃ کا مرکزی مضمون کیا ہے؟ **اخلاص للّٰہ** اور **توحید للّٰہ** اس سورۃ کا مرکزی مضمون ہے یعنی ایک اللہ کی بندگی اور شرک کی جڑوں کو کاٹتے ہیں اور دوسری بات دنیا ہمیشہ نہیں ہے ایک اور زندگی ہوگی اور وہ ہے آخرت کی زندگی اور آخرت کی زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ اور آخرت کے دن کا حال کیا ہے؟ آخرت کی عظمت اللہ کا جلال کیا ہو گا۔ یہ جو آخری سورتیں ہیں اور خاص طور پر یہ سورۃ الزمر کی آخری آیات ہیں یہاں پر اللہ تعالی کا بڑا زبردست انداز ہے کہ کیسے لوگوں کے اعمال کا دفتر ہوگا؟ کیسے حساب کتاب ہوگا؟ کیسے گواہیاں طلب کی جائیں گی؟ کیسے انصاف کیا جائے گا؟ اور کیسے لوگ اس وقت کھڑے ہوں گے؟ اہل جنت اور اہل جہنم کا حال تو آئیے اسی پسِ منظر میں ان آیات کو سمجھتے ہیں

آیت نمبر 64۔ قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ

ترجمہ۔ (اے نبی ﷺ) اِن سے کہو "پھر کیا اے جاہلو، تم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو؟"

قُلْ کہہ دیجئے حکمیہ صیغہ ہے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کیا ہے اللہ رب العزت کیا کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجئے اور کہنا کسے ہے؟ پوری دنیا کے لوگوں کو اس وقت اہل مکہ مراد تھے لیکن یہ پیغام اس زمانے کے لیے بھی تھا اور آج کے دور کے لوگوں کے لیے بھی ہے اور پیغام کیا

ہے؟ آپ کہہ دیجئے **أَفَغَيْرَ اللَّهِ** اور **غَيْرَ** کے معنی کیا ہوتے ہیں سوائے کے لیے بھی آتا ہے ہٹ کر کے لیے بھی آتا ہے تو **أَفَغَيْرَ اللَّهِ** اور " أَ "استفہامیہ ہے سوال کا انداز ہے کہ کیا غیر اللہ کی، کیا اللہ کو چھوڑ کر، کیا اللہ کے سوا **تَأْمُرُونِّي** (اور آپ کو پتہ ہے یہ کون سی مد ہے؟ مد لازم ہے چھ حرکت کے برابر اس کو لمبا کیا جائے ضَالین پر جو مد ہے وہ یہی مد ہے اور آپ نے سورۃ النازعات حفظ کر لی ہے **عَبَسَ** کر لی ہے تیسرے جز میں بھی اس مد کی ہمیں مثالیں ملتی ہیں پورے قرآن ہی میں بھی ملتی ہیں تو یہاں یہ بھی مد لازم ہے تو آپ دیکھیں لمبا کرنا ہے لازم لمبا کرنا ہے تو اب یہاں پر ویسے ہی حکم ہے تاکید ہے اور اوپر سے مد لازم بھی ہے **تَأْمُرُونِّي** کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کتنا زبردست انداز ہے آپ اس کو محسوس کریں کیا تم مجھے بتاتے ہو۔ اے اہل مکہ اے مشرکوں اے دنیا کے لوگوں کیا تم مجھے بتاتے ہو کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر **أَعْبُدُ** میں عبادت کروں کہ میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کروں میں شرک کرنے لگوں تو اے اہل مکہ تم مجھے بتاتے ہو یہ بات غیر اللہ کی عبادت کرنے کے لیے تم مجھے کہتے ہو کفر اور شرک کرنا مجھ سے کیونکر ممکن ہے آپ اللہ کے رسول تھے اور کہتے ہیں اہل مکہ کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مطالبہ کیا تھا کہ آپ شرک کریں کہ آپ ان کی کچھ بات مان لیں وہ ہر وقت مداہنت کی کوشش کرتے رہتے تھے تو اب یہاں پہ بھی وہ مداہنت کے لیے کہہ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سختی سے اس بات سے روکا سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 74 میں بھی ایسے ہی آیا ہے **وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا(74- الاسراء)** اور بعید نہ تھا کہ اگر ہم تمہیں مضبوط نہ رکھتے تو تم ان کی طرف کچھ نہ کچھ جھک جاتےاور بڑا دو ٹوک جواب دیا اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی اور یہاں پہ بھی انداز کیا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہارے مشورے کو مانا جا سکے اللہ کا دو ٹوک فیصلہ ہے ان سے کہو **أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ** اے جاہلوں جاہلیت کے کیا معنی ہوتے ہیں جاہلیت علم کے مقابل آتا ہے علم روشنی ہے تو جاہلیت کیا ہے؟ اندھیرے اور جاہلیت

کیا ہے؟ جو بھی جاہلیت کے زمانے کی رسمیں تھیں جیسے نوحہ کرنا، گالی گلوچ کرنا، حسب نسب پر فخر کرنا یہ لفظ بےوقوفی کے لیے بھی آتا ہے عام طور پر ہم جاہل سے مراد صرف بےوقوفی لیتے ہیں کہ کوئی بےوقوف ہو لیکن اس سے مراد بے علمی، علم کا نا ہونا تو معنی کیا ہیں؟ کہ اے نادانوں اے وہ لوگوں جنہیں کچھ سمجھ ہی نہیں ہے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ ان سے کہیے کہ اے نادانوں کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے لگوں یہ تو بڑی جہالت کی بات ہے ۔ **جَاهِل** کی جمع ہے **جَاهِلُونَ**۔

آیت نمبر65۔ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

ترجمہ (یہ بات تمہیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ اور بے شک وحی کی گئی تیری طرف مطلب کیا ہے کہ اے محمد ﷺ آپ کی طرف بھی وحی کی گئی ہے **وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ** اور انکی طرف بھی جو تجھ سے پہلے ہوئے اور **الَّذِينَ جَمَعَ** کا صیغہ ہے **الَّذِي** واحد ہے یہ اسم موصول ہے تو **الَّذِينَ** سے مراد کون ہے؟ پہلے پیغمبر تو رسول اللہ ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ کی طرف اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی کی جا چکی ہے تو ہوگا کیا **لَئِنْ أَشْرَكْتَ** اگر تو نے شرک کیا **لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ** تو ضرور بَضرور برباد ہو جائیں گے عمل تیرے آپ کو پتہ ہی ہے **(ح ب ط)** اس کے معنی ہیں ضائع ہونا لیکن میں نے آپ کو بالکل شروع کے سبق میں یہ بات بتائی تھی اونٹ کا چارہ کھاکر پیٹ کا پھول جانا(

تو کیا ہوا کہ فائدے کی بجائے نقصان) تو اہل مکہ تو شرک کرتے تھے فائدے کیلئے کہ یہ ہمارے بت اور دیویاں قیامت کے دن ہماری سفارش کروا دیں گی اللہ کے نزدیک ان کا قرب ہے لیکن اب کہا جا رہا ہے کہ اے محمد ﷺ اگر آپ نے شرک کیا تو ضرور برباد ہو جائیں گے ضرور ضائع ہو جائیں گے **عَمَلُكَ** تیرے عمل **وَلَتَكُونَنَّ** اور تم ضرور بَضرور ہو جاؤ گے **مِنَ الْخَاسِرِينَ** خسارہ پانے والوں میں سے تو تم ضرور بَضرور خسارہ پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے تو آپ دیکھ لیں **لَيَحْبَطَنَّ** میں دو تاکید آئی ہیں ایک ہے **لامِ تاکید** اور ایک ہے **نونِ تاکید** تو **لَتَكُونَنَّ** میں بھی دو تاکید آئی ہیں ضرور بَضرور ایسا ہو جائے گا ایک تو کیا کہ سارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور دوسری بات کیا کہ خسارہ پانے والوں میں آپ شامل ہو جائیں گے تو **خَاسِر** کی جمع ہے **خَاسِرِين** تو اس کے معنی کیا ہیں کہ شرک کے ساتھ جو بھی انسان عمل کرتا ہے سارے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ اللہ مشرک کے کسی بھی عمل کو قبول نہیں کرتا۔ وہ بندے کی صرف وہی نیکیاں قبول کرتا ہے جس کے اندر اخلاص ہو تو جو بات بتائی جارہی ہے وہ کیا ہے سارے کے سارے عمل ضائع ہو جائیں گے تو کیا کیجئے؟ خود توحید پر قائم رہیں اور لوگوں کو توحید کی دعوت دیجئے تو جو بات سمجھائی جارہی ہے وہ کیا ہے کہ اگر شرک کر لیا توکچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا تو ان اہل مکہ کا کہنا نہیں ماننا اہل مکہ کبھی کسی طرح کبھی رشتہ داروں کو لے کے، کبھی پیسہ لے کے، کبھی حسن ،کبھی دولت ،کبھی جاہ و منصب کبھی کرسی مختلف طریقے سے وہ مداہنت کی ساری زندگی کوشش کرتے رہے اور ان کا مقصد کیا تھا کہ کچھ ان کی بات بھی مان لی جائے تو ایسا نہیں ہے کہ **نعوذ باللہ** رسول اللہ ﷺ نے شرک کیا یا آپ کا شرک کرنے کا **نعوذ باللہ** کوئی ارادہ تھا لیکن آپ سے جو یہ بات کہی جارہی ہے تو کہنے کا مقصد کیا ہے؟ امت مسلمہ کو سمجھانا ہے اور آج امت مسلمہ جس میں میں اور آپ ہم سب شامل ہیں ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آج شرک کس قدر عام ہے شرک جلی بھی ہے خفی بھی ہے اور اپنی خواہشات کی بھی ہم پوجا کرتے ہیں

پھر سماجی دباؤ آج کی نئی نسل کو سماجی دباؤ نگل رہا ہے اور branded چیزوں کا ہونا اور دنیا کی محبت کا ہونا اور فیشن کا ہونا اور دوست اور زمانہ اور رسم و رواج اور پھر نئی نسل ہی کا کیا رونا روئیں ہم سب اس میں شامل ہیں لوگوں کا ڈر لوگ کیا کہیں گے ؟ بس اللہ کا ہی ڈر نہیں ہے جو ہونا چاہیے تھا۔

؎ اگر ہو ساری خدائی بھی مخالف

کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

تو ایک اللہ سے ڈرئیے ورنہ کیا کرایا سارا ضائع ہو جائے گا کیونکہ اللہ وہ عمل قبول نہیں کرتا۔ اگر کوئی ہجرت کرتا ہے اللہ کی رضا بھی چاہتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہاں جا کے شادی بھی کرنا چاہتا ہے تو اب اس ہجرت کا اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا تو اللہ کو کیا چاہیے؟ اخلاص باللہ

آیت نمبر66۔ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ

ترجمہ۔ لہٰذا (اے نبی ﷺ) تم بس اللہ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ

بَلِ اللَّهَ بلکہ اللہ کی **فَاعْبُدْ** پس عبادت کرو تو پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ سے کہا(یہاں پہ **بَل** بلکہ کے معنی بھی آپ کر سکتی ہیں اور **بَل** نہیں کے معنی بھی دیتا ہے) **بَلِ** نہیں **اللَّهَ** اللہ کی **فَاعْبُدْ** پس عبادت کر بلکہ کیا ہے یہ نہیں کرنا بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر۔ عبادت کے تین معنی آپ کو آتے ہی ہیں کیا معنی ہیں؟ سب سے پہلے پوجا پاٹ کیونکہ ہندو یہ کرتے ہیں اس زمانے میں اہل مکہ بھی کرتے تھے اور اطاعت کرنا اور غلامی کرنا۔ جس کا پھر ہو جائے انسان **بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ** پس اللہ کی عبادت کر **وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ** اور ہو جا شکرگزاروں میں سے اور آپ دیکھ لیجئے شرک کا متضاد یہاں پہ شکرگزاری آیا

ہے تو اللہ کی شکرگزاری کا حق ہر بندے پر واجب ہے اور شکرگزاری ہمارے اندر کیسے پیدا ہوگی؟ جب ہم صرف اللہ کی بندگی کریں اور اللہ کی بندگی میں کسی کو ذرا سا بھی ساجھی نہ بنائیں اگر ہم نیکی کر کے ذرا سا بھی چاہیں گے کہ لوگ میری تعریف کر دیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ میں نے ناشکری کی ہے میں نے کفر کیا ہے اگر میں یہ چاہوں کہ مجھے لوگوں کی نظروں میں ایک عزت اور مقام مل جائے تین چیزیں انسان کو کفر اور کبر پر آمادہ کرتی ہیں اور وہ تین چیزیں کون سی ہیں جن سے ہم سب کو بچنا ہے؟ نمبر 1- انسان یہ چاہتا ہے کہ دنیا کی نظروں میں اس کو عزت ملے دنیا اس سے پیار کرے دنیا سے وہ مانگنے لگتا ہے اور مانگنا کس سے ہے؟ اللہ سے۔ نمبر 2- انسان منصب چاہتا ہے کرسی چاہتا ہے اقتدار چاہتا ہے کچھ نہ کچھ فائدہ چاہتا ہے۔ تو یہ بھی کس سے لینا ہے؟ اللہ سے لینا ہے۔ نمبر 3- انسان تعریف چاہتا ہے۔ تعریف ،عزت اور جاہ منصب یہ تین چیزیں جن کا انسان حریص ہے اس سے ہم اپنے آپ کو بچائیں تو ہی ہم شکر گزار بن سکتے ہیں۔ تو کیا کرنا ہے؟ اللہ کا شکر گزار بننا ہے اللہ کی عبادت کرنا اور اس طرح سے کرنا کہ **شَّاكِرِينَ** میں ہمارا بھی نام آجائے اور **شَّاكِرِينَ** **شَاكِر** کی جمع ہے اور یاد رکھیں آپ پیچھے پڑھ چکی ہیں **قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ** شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں **قَلِيل** کا لفظ اللہ نے استعمال کیا ہے زیادہ لوگ شکر گزار نہیں ہیں اور مجھے تو اپنے بارے میں عورتوں کے بارے میں یہ بہت ڈر لگتا ہے کہ آپ جب معراج پہ گئے تو زیادہ عورتوں کو جہنم میں دیکھا اور کہا کہ عورتوں کی ناشکری کی وجہ سے اور خاص طور پر عورتیں اپنے شوہروں کی زیادہ نا شکری کرتی ہیں کیونکہ عام انسانوں کی بھی انسان نا شکری کرتا ہے والدین کی بھی بہت کرتا ہے لیکن شوہر کی بہت زیادہ کرتے ہیں شوہرکتنا ہی فائدہ دے ذرا تکلیف پہنچتی ہے تو زبان کی نوک پر کیسے کیسے جملے آ جاتے ہیں تو اللہ کو نا شکری سخت نا پسند ہے شکر گزار بندوں میں ہو جا تو کیسے شکر گزار بنیں گے؟ ایک ہی فکر ہونی چاہئے کہ بس اللہ کو راضی رکھنا ہے اللہ تیری رضا

کس میں ہے؟ کوئی بھی کام کر رہے ہیں آپ نہا رہی ہیں آپ صفائی کر رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے صفائی میں اس لیے کروں کہ میرا گھر تو ہے ہی درمیان میں اچانک ہی لوگ آ جاتے ہیں تو لوگ کیا کہیں گے کیسی گندگی گھر میں پھیلائی ہوئی ہے مہمان آنے والے ہیں تو کیا صفائی نصف ایمان نہیں ہے کیا رسول اللہ پاک اور صاف نہیں تھے کیا ہمارا دین صفائی اور ستھرائی کا نہیں کہتا؟ اللہ کو راضی کرنا اللہ کو صفائی پسند ہے اللہ کے فرشتے اس گھر میں آتے ہیں جہاں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہاں پہ صفائی تو ہونی چاہیے۔ پھر اسی طرح میں اور آپ جب کوئی کام کریں تو یہ فکر نہیں ہونی چاہئے کہ فلاں ناراض نہ ہو جائے گا تو فکر کیا کرنی چاہیے میرا اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ میں اپنی ساس کی اس لیے خدمت کر رہی ہوں کہ میرا شوہر آکے مجھ پر ناراض ہوگا اور ایک عورت کی وہ بات مجھے کبھی نہیں بھولتی کہ چائے جب ساس کو دیتی ہوں تو میں طشتری اور کپ وہاں سے نہیں اٹھاتی تو میں بڑی حیران ہوئی کہ کیوں؟ کہنے لگی میں چاہتی ہوں کہ میرا شوہر جب آئے تو دیکھے کہ چائے اور طشتری پڑی ہوئی ہے تو اس کو پتہ چلے گا کہ میں نے چائے بھی دی تھی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے بزرگ بیمار ہیں بوڑھے ہیں تو ہو سکتا ہے کوئی بات کہہ دیں اور ماں باپ اور اولاد کی بڑی زبردست محبت ہوتی ہے اور پھر کیا ہوتا ہے بعض اوقات ساس کا ایک جملہ سارے کیے کرائے پر پانی پھیر دیتا ہے کیونکہ شوہر کو لگتا ہے کہ ٹھیک ہے تم نے 9 کام کئے لیکن ایک کیوں نہیں کیا تو بہرحال اللہ سے اپنا معاملہ صاف رکھا جائے اللہ کو دل دکھایا جائے اور اپنا عمل بھی دکھایا جائے کہ میرا اللہ دیکھ رہا ہے میں کیا کر رہی ہو۔ جس دن میرے اور آپ کے اندر یہ بے نیازی پیدا ہو جائے گی شوہر دنیا میں ہے کہ نہیں ہے گھر میں ہے کہ نہیں ہے والدین گھر میں ہیں کے نہیں دوست ہیں کے نہیں کیونکہ بعض اوقات ہم دوستوں کا اس لیے کرتے ہیں کہ دوست ہیں تو فائدہ دیں گے کبھی ان کے پاس منصب ہے دولت ہے عزت ہے رتبہ ہے مجھے بھی فائدہ ہوگا میرے آڑے وقت میں وہ کام آئے گی لیکن اللہ کے

لیے جب میں کروں گی تو دوست دنیا میں نہیں بھی ہوگا تو مجھے خیال آئے گا کہ اس کے بچے اب اکیلے ہیں۔ ورنہ کیاہے کہ میری دوست پاکستان گئی ہے اب میں نے پیچھے سے اس کے بچوں کا خیال نہیں رکھا تو میری دوست کہے گی کہ کیسی ہےمیری دوست اس نے مجھے میرے بچوں کو پوچھا ہی نہیں۔ جو دنیا دار دوست ہوتے ہیں وقت بدلتے وہ بھی آنکھیں پھیر لیتے ہیں طوطا چشم لوگ ایسے دوست نہیں چاہئیں ایسی نیکیاں نہیں چاہیے ایسی عبادتیں نہیں چاہئیں۔ صرف اللہ کے لئے کرنا تو یہ چیز جب پیدا ہوگی تو پھر ہم شکر گزار بنیں گے تو مجھے اور آپ کو اپنا جائزہ لینا ہے کہ میں شکر گزار ہوں کہ نہیں اور اگلی آیت بہت بہت اداس کرنے والی ہے

آیت نمبر67۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ اِن لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے (اس کی قدرت کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اُس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے پاک اور بالاتر ہے وہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں

اور آپ سوچیں تو سہی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ** اور لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسی کہ قدر کرنے کا حق ہے کیا مطلب ہے؟ کہ شرک کرنے والے ان کو اندازہ ہی نہیں اللہ کی عظمت کا اور اللہ کی کبریائی کا افسوس کہ انہوں نے اللہ کی عظمت کو کبھی سمجھنے کی کوشش ہی نہ کی اللہ کا مقام کتنا بلند ہے اللہ کتنا عظیم ہے اللہ کتنا برتر اور اعلی ہے افسوس کہ لوگوں نے اللہ تعالی کی عظمت اور قدر ہی نہ پہچانی اور اللہ کی عظمت اور قدر کا حال کیا ہے **وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ** اور زمین

سب کی سب اس کی مٹھی میں ہوگی پوری زمین اور اللہ کی مٹھی میں ،قبضے میں ہونا کیا مطلب ہے؟ پانچوں انگلیوں سے کسی چیز کو گرفت میں لے لینا ساری کی ساری زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور زمین پہ کون کون رہتا ہے؟ حشرات الارض اور انسان رہتے ہیں اور حیوان رہتے ہیں یعنی میں اور آپ کہاں رہتے ہیں کہاں جائیں گے زمین پر رہتے ہیں اور زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اب دیکھیں کوئی چیز آپ اپنی مٹھی میں لے لیتی ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے پوری آپ کے قبضے اور اقتدار میں ہے اور آپ کا حاکمانہ تصرف اس پر ظاہر ہوتا ہے اور زمین سب کی سب **قَبْضَتُهُ** اس کی مٹھی میں ہوں گے مکمل اللہ کو اس کا اختیار ہوگا تصرف ہوگا کب؟ **يَوْمَ الْقِيَامَةِ** دن قیامت کے اور صرف زمین ہی نہیں **وَالسَّمَاوَاتُ** اور سب آسمان سماء کی جمع ہے **السَّمَاوَاتُ** 7 آسمان اور **الْأَرْضُ** بھی آپ کو پتہ ہے کتنی ہیں؟ زمینیں 7 اور زمین اسم جنس ہے کہ ساری زمین سارے آسمان اللہ کی مٹھی میں ہوگے اور مٹھی میں جب ہوں گے تو اس وقت ہونے کا انداز کیا ہوگا؟ **مَطْوِيَّاتٌ** لپٹے ہوئےہوں گے یہی اسم مفعول ہے جمع مؤنث کا صیغہ ہے اور **مَطْوِيَّاتٌ** کے معنی کیا ہیں؟ اس کا واحد ہے **مَطْوِيَّةٌ** اس کے معنی ہیں لپیٹنا **(ط و ی)** اس کا مادہ ہے تہہ کر کے لپیٹنا جیسے دستر خوان کو لپیٹ لیا جائے جیسے بڑی سی چادر ہے یہ میرے پاس اس کو پورا کا پورا لپیٹ کے ہاتھ میں لے لیا جائے تو زمین پوری کی پوری لپیٹ کر کہاں ہوگی؟ اللہ کے ہاتھ میں ہوگی۔ کسی چیز کو تہہ کرنا جیسے دستر خوان کو تہہ کرنا کیونکہ لپیٹنے کیلئے **لَفَّ** بھی آتا ہے آپ **كَوَّر** بھی پڑھ چکی گولائی میں لپیٹنا اور جماتے چلے جانا **يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَار(5۔ الزمر)** وہ مراد نہیں ہے یہاں پہ بلکہ کیا ہے پوری بساط پھیلی ہوئی ہے لیکن اس کو لپیٹ کر اکٹھا کر لیا جائے گا تو زمین کو اللہ تعالی اکٹھا کریں گے آسمانوں کو بھی قیامت کے دن **بِيَمِينِهِ**ؕ اس کے دائیں ہاتھ میں اور یہ کیا ہے کنایہ ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ اللہ تعالی نے یہ سمجھانے کے لیے یہ تشبہ اور استعارہ دیا ہے ورنہ اللہ تعالی انسانی جسم کے اعضاء کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کی ذات منزہ

ہے بے عیب ہے اور یہ جو ہے **جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** آسمان اور زمین کا اللہ کے قبضے میں ہونا اس سے مراد ہے اللہ کا مکمل قبضہ اور قدرت، اللہ کا اختیار۔ اصل بات کیا ہے کہ اہل مکہ شرک کرتے تھے کیونکہ انہوں نے اللہ کی عظمت ہی نہ سمجھی اللہ کی فضیلت نہ سمجھی اللہ کو اعلی اور برتر نہ سمجھا اللہ کی کبریائی کا اندازہ ہی نہ کیا اور آج اگر میں اور آپ بھی ایسے کر رہے ہیں کہ خاندان والے ناراض نہ ہو جائیں دوست ہمارے رشتے دار بچے شوہر بیوی اردگرد معاشرہ سماج تو بات کیا ہے کہ افسوس کہ تم نے اللہ کی قدر ہی نہ کی تم نے اللہ کو پہچانا ہی نہ تم نے اللہ کو سمجھا ہی نہ قیامت کے دن دنیا میں جتنے بھی لوگ ہیں کائنات کا ذرہ ذرہ آسمان اور زمین جب اللہ کی قدرت میں ہوں گے اللہ کی مٹھی میں ہوں گے تو کیا مطلب ہے؟ کہ بے بس ہوں گے اور حدیث سے بھی ہمیں اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات ہمیں ملتی ہیں (مسنداحمد ،بخاری ،مسلم، نسائی وغیرہ کی) کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ یہ آیت آپ نے تلاوت کی اور فرمایا اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کو اپنی مٹھی میں لے کر اس طرح پھرائے گا جیسے ایک بچہ گیند پھراتا ہے ، اور فرمائے گا میں ہوں خدائے واحد ، میں ہوں بادشاہ ، میں ہوں جبار ، میں ہوں کبریائی کا مالک ، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر ، ؟ یہ کہتے کہتے حضور ﷺ پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ ہمیں خطرہ ہونے لگا کہ کہیں آپ منبر سمیت گر نہ پڑیں ۔ اس طرح سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آپ کا انداز بڑا ہی زبردست تھا **أَنَا الْمَلِكُ ، أَنَا الْجَبَّارُ ، أَنَا الْمُتَكَبِّرُ ، أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ ؟ أين الجبارون ؟ أين المتكبرون ؟ .** کہاں ہیں باقی لوگ ۔ اللہ تعالی قیامت کے دن اس طرح سے فرمائیں گے کہ اس وقت لوگ سب کے سب بے بس کھڑے ہوں گے اسی طرح کہتے ہیں ایک یہودی عالم رسول اللہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ ہم اللہ کی کتابوں میں یہ بات پاتے ہیں کہ وہ قیامت والے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک

انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر ،تری کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور فرمائے گا میں بادشاہ ہوں آپ نے مسکرا کر اس کی تصدیق کی اور یہ آیت تلاوت کی **وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ** (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے) تو اصل بات کیا ہے یہ جو ہاتھ اور انگلیاں اور اللہ کے قبضے میں ہونا آپ نے یہ بات یاد رکھنی ہے یہ تشبیہ ہے اور یہ ان آیات میں سے ہے جس کی کیفیت اللہ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں لیکن اس سے مراد اللہ کا حاکمانہ قبضہ ہے اور اللہ کا مکمل اختیار اور اللہ کی قدرت ہے تو پھر یہ آیت مجھے اور آپ کو عمل کے لئے کیا اصول دیتی ہے؟ کہ ایسی عظیم ہستی کے ساتھ دیوی اور دیوتاؤں کا کیا جوڑ ایسی عظیم ہستی کے ساتھ پھر شرک کیوں کیا جائے پھر کیوں دل کی بات مانی جائے پھر کیوں سماجی دباؤ کا انسان شکار ہو **قَبْضَته** اتنی چیز کو کہتے ہیں جو ایک بار مٹھی میں اٹھا لی جائے اس کو قبضہ کہتے ہیں۔ اس نے قبضہ لے لیا، فلاں میرے قبضے میں ہے، **قبض** روک لینا کسی کو۔ قبضہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہوگا اور **يَمِينِ** بھی آپ دیکھیں یہ بھی کس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے دائیں ہاتھ کے لئے اور اقتدار کے لئے قوت کے لئے۔ **سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔** **سُبْحَانَهُ** پاک ہے وہ **وَتَعَالَىٰ** اور اعلیٰ ہے **عَمَّا يُشْرِكُونَ** اس بات سے جو وہ کرتے ہیں؀ تو اللہ تعالی کی عظیم ذات ان چیزوں سے پاک اور بلند ہے کوئی نسبت نہیں ہے اللہ کو جو یہ لوگ کرتے ہیں تو ہمیں بھی جو بھی شرکیہ افعال ہیں جو ہماری زندگی کے اندر آ چکے ہیں ہمیں ان کو اپنے زندگی سے نکال دینا چاہیے پھر آگے قیامت کا اور مرحلہ بتایا جا رہا ہے

آیت نمبر 68۔ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ

ترجمہ۔ اور اُس روز صور پھونکا جائے گا اور وہ سب مر کر گر جائیں گے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے اُن کے جنہیں اللہ زندہ رکھنا چاہے پھر ایک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور یکایک سب کے سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ اور پھونک ماری جائے گی صور میں **نُفِخَ** ماضی مجہول ہے۔ اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں کہ پھونک دیا جائے گا صور میں **فَصَعِقَ** پھر بےہوش ہو جائیں گے **مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ** جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں تو آسمان اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے تو اب یہاں پر بھی اللہ کی کبریائی، اللہ کی قدرت، اللہ کی عظمت کا ایک اور بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب پھونک ماری جائے گی جب صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے آسمان والے بھی اور زمین والے بھی اس کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صور پھونکا جائے گا اور کہتے ہیں کہ یہ جو صور ہے کتنی طرح کا ہے؟ 3 طرح کا ہے۔ پہلی دفعہ سارے لوگ پریشان ہو جائیں گے اور دوسری دفعہ لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور تیسری دفعہ کیا ہوگا؟ کہ پھر جی اٹھیں گے تو تین طرح کے صور ہیں پہلے صور میں لوگوں پر صرف گھبراہٹ طاری ہوگی دوسرے میں بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مر جائیں گے اور تیسرے میں وہ جی اٹھیں گے اور اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کے حضور چل کھڑے ہوں گے۔ آپ نے پیچھے سورۃ یٰسٓ میں بھی پڑھا کہ لوگ اپنی قبروں سے جب اٹھیں گے تو کہیں گے **قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ۜ(52۔ یٰسن)** وہ کہیں گے کہ ہمیں ہماری قبروں سے کس نے اٹھا کھڑا کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا دونوں **نُفِخَہ** صور میں چالیس کا فاصلہ ہوگا لوگوں نے پوچھا ابو ہریرہ کیا چالیس دن کا انہوں نے کہا میں یہ نہیں کہہ سکتا پھر لوگوں نے کہا کیا چالیس

سال کا کہنے لگے میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا اور آپ ﷺ نے فرمایا انسان کا سارا جسم مٹی میں گھل جاتا ہے ما سوائے ریڑھ کی ہڈی کے سرے کے جو رائی کے دانے کے برابر ہوتی ہے اسی سے تمام خلقت کو ترکیب دے کر اٹھا کھڑا کیا جائے گا (یہ بخاری کی روایت ہے) اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا دوسری دفعہ صور پھونکنے پر سب سے پہلے میں سر اٹھاؤں گا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش تھامے لٹک رہے ہیں اب میں نہیں جانتا کہ وہ پہلے صور پر بےہوش ہی نہیں ہوں گے یا دوسرے صور پر مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے کیونکہ دنیا میں وہ ایک دفعہ بےہوش ہو چکے تو بہرحال زمین اور آسمان کی ساری مخلوق کا دہشت زدہ ہونا یہ بھی ہمیں حدیث سے ملتا ہے۔ تو اب کیا ہوگا کہ صور پھونکا جائے گا یہ صور کیوں پھونکا جائے گا؟ قیامت کا آنا اور حساب کتاب کی تیاری کا یہ مرحلہ ہوگا اور لوگوں کا حال کیا ہوگا **فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ** سب کے سب بے ہوش ہو جائیں گے اور آپ کو یہ بات بھی پتہ ہے کہ یہاں پر **صَعِقَ** لفظ آیا ہے اور سورۃ النمل میں آپ نے پڑھا ہے **فَفَزِعَ** تو وہاں بھی اسی طرح کی آیات ہیں اور اس کی تفصیل ہمیں ملتی ہے۔ اچھا کہا کہ سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے آسمان والے بھی زمین والے بھی **إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ** اِلَّا استثناء کے لیے آگیا سوائے اس کو جس کو کہ اللہ چاہے اب یہ کون ہے اس حصے میں مفسرین کی رائے کیا ہے ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد 4 فرشتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام بعض روایات میں آتا ہے **حملۃ العرش۔** حملۃ العرش کون ہیں؟ جنہوں نے عرش کو اٹھایا ہوا ہے وہ فرشتے مراد ہیں تو ان کو موت نہیں آئے گی لیکن اس کا یہ نہیں مطلب کہ موت آئے گی ہی نہیں بلکہ آئے گی تو سہی لیکن ان کو بعد میں آئے گی کیوں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (26۔ الرحمٰن)** جو کچھ زمین میں ہے سب

فنا ہو جانے والا ہے اور کہتے ہیں سب سے آخر میں موت ملک الموت کو آئے گی بہرحال اچھا اس کے بعد کیا ہے **ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ** پھر اس میں دوسری پھونک ماری جائے گی پھر پھونکا جائے گا اس میں **أُخْرَىٰ** دوسری بار **فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔** **فَإِذَا** پس اچانک **هُمْ** وہ لوگ **قِيَامٌ** کھڑے ہو کر **يَنْظُرُونَ** دیکھنے لگیں گے اب آپ دیکھیں کہ پہلے گھبراہٹ طاری ہوئی کچھ باتیں حدیث سے پتہ چلتی ہیں کچھ قرآن سے پتہ چلتی ہیں اور اب یہاں صرف دو صوروں کا ذکر جا رہا ہے ایک پہلی دفعہ اور پھر اب دوسرا۔ پہلی دفعہ میں سب گر کر مر گئے ہیں اور دوسری بار اب وہ اُٹھ کر کھڑے ہوں گے اور ایکدم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے کیوں دیکھنے لگیں گے کس طرف دیکھنے لگیں گے؟ اللہ رب العالمین کی طرف دیکھیں گے کیونکہ وہ اللہ کے پاس جائیں گے حساب کتاب کا وقت ہوگا اور پھر وہ اللہ کی طرف دیکھنے لگ جائیں گے اچانک **قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔ نَظَرَ، يَنْظُرُونَ** کے معنی کیا ہیں اب وہ دیکھ رہے ہیں اور **قِيَامٌ** کھڑے ہونے والے کھڑے ہوئے **قائمٌ** اس کا واحد ہے **قِيَامٌ** جمع ہے

آیت نمبر 69۔ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

ترجمہ۔ زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی، کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی، انبیاء اور تمام گواہ حاضر کر دیے جائیں گے، لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہ ہوگا

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا اور چمک اٹھے گی جگمگا اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے نور کے کیا معنی ہیں؟ ایک رائے یہ ہے کہ **اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (35۔ النور)** اللہ نور ہے آسمانوں اور

زمین کا۔ چونکہ اللہ نور ہے تو اللہ کے نور سے زمین جگمگا اٹھے گی دوسرے معنی کیا ہیں بعض نے نور کے معنی عدل کے لئے ہیں۔ تیسرے معنی کیا ہیں بعض نے اس سے حکم مراد لیا ہے کہ بس اللہ تعالی جو کچھ کہیں گے اس کے مطابق۔ تو زمین اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے گی **وَوُضِعَ الْكِتَابُ** اور نامۂ اعمال رکھ دیے جائیں گے **الْكِتَابُ** کتاب رکھ دی جائے گی تو یہ کون سی کتاب ہے جو کہ رکھ دی جائے گی؟ لوگوں کے نامۂ اعمال ہیں وہ رکھ دیئے جائیں گے کیونکہ یہ وقت ہوگا حساب کتاب کا لوگوں نے جو کچھ بھی کیا ہے اب اس کے بارے میں فیصلہ کر دیا جائے **وَوُضِعَ الْكِتَابُ** اور نامۂ اعمال اب حاضر کر دیا جائے گا اور یہ جو نامۂ اعمال کی حاضری ہے قرآن مجید میں آپ کو اور جگہ پہ بھی اس کی تفصیلات ملتی ہیں اور بڑی خوبصورت تفصیل آپ نے سورۃ الکہف میں بھی پڑھی ہے اور کتنا خوبصورت ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ سورۃ الکہف میں دنیا کی زندگی کی حقیقت بتاتے ہیں اور اس کے بعد وہ بتاتے ہیں **وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا (49۔ الکہف)** کہ ”قیامت کے دن نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہو گئی ہو جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا“۔ **وَوُضِعَ الْكِتَابُ** اور کتاب اعمال لا کر رکھ دی جائے گی **وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ** اور لایا جائے گا، حاضر کر دیا جائے گا نبیوں کو **وَالشُّهَدَاءِ** اور تمام گواہوں کو **وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ** اور اس دن لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا **وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ** اور ان پر کوئی بھی ظلم نہ ہوگا اب اپ دیکھیں کہ یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی نور کے کیا معنی ہیں اس کی اس کے

بارے میں ایک رائے تو یہ ہے کہ اس سے مراد عدل ہے کہ وہ عدل کا دن ہوگا اور زمین اللہ کے عدل سے روشن ہو جائے گی۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مراد حکم ہے کہ اللہ جب حکم دے گا تو کیا ہوگا کہ ہر طرف روشنی ہی روشنی ہوگی۔ تیسری رائے یہ ہے اس میں کہ اصل میں **اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (35۔ النور)** اللہ آسمان و زمین کا نور ہے تو اللہ اپنے نور سے زمین کو روشن کر دے گا۔ دراصل مفسرین کہتے ہیں کہ بات ایک ہی ہے کہ جس طرح دنیا میں اللہ کے حکم سے سورج کی روشنی سے روشنی ہوتی ہے تو اسی طرح اس دن اللہ کے حکم سے زمین اللہ کے نور سے روشن ہوگی اور روشنی سے مراد کیا ہے کہ اس دن تمام حقیقتیں لوگوں کے سامنے آ جائیں گی۔ اس دن لوگوں کے عملوں کی کمیت اور کیفیت سامنے آئے گی اور قران میں جگہ جگہ اس طرف اشارہ کیا گیا ہے اور **إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا () وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا () وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا () يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا () بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا (1-5۔ الزلزال)** "جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی (1) اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی () اور انسان کہے گا کہ یہ اِس کو کیا ہو رہا ہے () اُس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی () کیونکہ تیرے رب نے اُسے (ایساکرنے کا) حکم دیا ہوگا۔" اسکے علاوہ **لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (22۔ ق)** تم اس سے غفلت میں پڑے رہے تو ہم نے تمہارے سامنے سے پردہ ہٹا دیا تو آج تمہاری نظر خوب تیز ہے۔ یعنی آج تمہیں ساری حقیقتیں نظر آرہی ہیں تو کیا ہے کہ اس دن سارے حقائق لوگوں کے سامنے کھل جائیں گے لوگوں کی آنکھوں پر دنیا میں جو پٹیاں بندھی ہوئی تھیں وہ ہٹ جائیں گی اور اللہ تعالی کی روشنی سے زمین جگمگا اٹھے گی تو جو اندھے بہرے رہے دنیا میں وہ بھی دیکھنے لگیں گے کہ وہ عدل کا دن ہوگا تو اس آیت میں کیا باتیں بتائی گئیں ہیں نمبر 1۔ زمین اللہ کے نور سے چمک اٹھے گی۔ نمبر 2۔ نامہ اعمال لا کر رکھ دیا جائے گا کتاب اعمال یعنی عملوں کے مطابق فیصلے ہوں گے۔

نمبر 3۔ نبیوں کو اور تمام گواہوں کو لا کر حاضر کیا جائے گا۔ یعنی نبی گواہی دیں گے کہ ہم نے لوگوں تک پیغام پہنچایا تھا اور گواہ بھی جو لوگوں کے اعمال کی گواہی دیں گے اور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ گواہ انسان ہو سکتے ہیں فرشتے ، جن ، حیوانات انسان کے اپنے اعضاء ہو سکتے ہیں ساری گواہیاں جمع ہو جائیں گی۔ نمبر 4۔ **وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ** اس دن ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق فیصلہ ہوگا **وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ** اور کسی پر ظلم نہ ہوگا

آیت نمبر70۔ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ

ترجمہ۔ اور ہر متنفس کو جو کچھ بھی اُس نے عمل کیا تھا اُس کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ اور ہر متنفس کو جو کچھ بھی اس نے عمل کیا تھا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا **وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ**   اور لوگ جو کچھ بھی کرتے رہے اللہ اس کو خوب جانتا ہے اب یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن کا مقصد کیا ہوگا تاکہ لوگوں کے اعمال کے مطابق انہیں جزا یا سزا دی جائے اور اللہ تعالی کسی کے اجر و ثواب میں کمی نہیں کریں گے اور کسی کے جرم سے زیادہ اس کو سزا نہ دیں گے کیوں قیامت کا دن عدل کا دن ہوگا قیامت کا دن ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے کا دن ہوگا۔ اور میری پیاری بہنوں آپ دیکھیے کہ آیت نمبر 71 اور 72 میں اللہ رب العزت نے جو اللہ کے نافرمان ہیں ان کی منظر کشی کی ہے کہ ان کے ساتھ معاملہ کیا ہوگا یعنی اس وقت انسان دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک کفار کا گروہ ہوگا اور ایک متقین کا گروہ ہوگا تو آیت 71 اور 72 میں تو کفار کا نافرمانوں کا جو گروہ ہے اس کا حال سنایا جا رہا ہے

آیت نمبر71- وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ

ترجمہ۔ (اِس فیصلہ کے بعد) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اُس کے کارندے ان سے کہیں گے "کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے، جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں اور تمہیں اس بات سے ڈرایا ہو کہ ایک وقت تمہیں یہ دن بھی دیکھنا ہوگا؟" وہ جواب دیں گے "ہاں، آئے تھے، مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چپک گیا"

وَسِيقَ فرمایا کہ اس دن ہانکا جائے گا اور **(س و ق)** کا مادہ ہے اور اس کے معنی جیسے کسی کو پیچھے سے ہانکنا۔ اس دن ہانکا جائے گا **الَّذِينَ كَفَرُوا** وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا **إِلَىٰ جَهَنَّمَ** جہنم کی طرف **زُمَرًا** گروہ در گروہ تو اس دن لوگوں کو جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکا جائے گا اب آپ دیکھیں کہ **زُمَر** کا لفظ **زَمْرٌ** سے ہے آواز کو بھی کہتے ہیں ہر گروہ یا جماعت میں شور اور آوازیں ضرور ہوتی ہیں تو اس لیے یہ جماعت اور گروہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے کہ کافروں کو جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا کیسے جیسے ایک گروہ کے پیچھے ایک اور گروہ جیسے جانوروں کے گروہ کو یا ریوڑ کو مار کر ہانک کر دھکیلا جاتا ہے آگے لے جایا جاتا ہے اسی طرح سورۃ الطور میں بھی ہے **يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (13۔ الطور)** انہیں جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا۔ تو یہاں پر زمر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس کے معنی ہیں جتھے گروہ اور زمر واحد ہے۔ اچھا جیسے ایک تو بڑا سا گروہ ہوگا جہنمیوں کا اور اس کے بعد ان کی کئی جماعتیں

ہوں گی کہ یہ زنا کرنے والے ہیں اور یہ جھوٹ بولنے والے ہیں یہ وعدہ خلافی کرنے والے ہیں اور یہ شرک کرنے والے ہیں تو مختلف ان کے گروہ ہوں گے تو ایک کے بعد دوسرا گروہ تو گروہ در گروہ وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے فرشتے ان کو پیچھے سے ہانک رہے ہوں گے **حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا** یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچ جائیں گے **فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا** تو جہنم کے دروازے ان کے لیے کھول دیے جائیں گے مفسرین کہتے ہیں کہ جہنم کے دروازے پہلے سے کھلے نہ ہوں گے بلکہ ان کے پہنچنے پر کھولے جائیں گے جس طرح مجرموں کے پہنچنے پر جیل کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور ان کے داخل ہوتے ہی بند کر لیا جاتا ہے بالکل اسی طرح سے جو نہی یہ جہنم کی دہلیز پر پہنچیں گے تو جہنم کے داروغہ جہنم کے دروازوں کو ان کے لیے کھول دیں گے اور آپ کو پتہ ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے سے داخل ہونے والے اپنے جرائم کی حیثیت اور نوعیت کے اعتبار سے الگ الگ جہنم کے دروازوں میں داخل ہوں گے جب وہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جائیں گے **وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا** اور پھر جہنم کے داروغہ یعنی اس کے جو فرشتے ہیں وہ ان سے پوچھیں گے کہ **أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ** کیا تمہارے پاس تمہارے اپنے لوگوں میں سے ایسے رسول نہ آئے تھے **يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ** جو تمہیں تلاوت کرتے **آيَاتِ رَبِّكُمْ** تمہارے رب کی آیات۔ کہ تمہارے پاس تمہارے رب کے لوگوں میں ایسے رسول نہیں آئے تھے جنہوں نے تم کو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں اب جہنم کے داروغہ انہیں ملامت کریں گے پوچھیں گے بدبختوں کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول نہیں آئے تھے کہ تمہیں اس دن کی ہولناکی سے آگاہ کرتے۔ **وَيُنْذِرُونَكُمْ** اور تمہیں ڈراتے **لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا** اس دن کی ملاقات سے یعنی رب کی آیات سناتے اور تمہیں اس دن سے ڈراتے کہ تمہیں اللہ سے ملنا ہے ملاقات تو ہونی ہے حساب کتاب تو ہونا ہے **قَالُوا بَلَىٰ** جہنمی کہیں گے ہاں کیوں نہیں **وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ** اس وقت وہ جواب دیں گے ہاں

ہمارے پاس رسول تو آئے تھے ہم نے عمل نہیں کیا تھا مگر عذاب کا فیصلہ کافروں پر چپک کر رہ گیا لیکن **وَلَٰكِنْ حَقَّتْ** یعنی حق ہو گیا فیصلہ ہو گیا جہنمیوں پر عذاب کا۔

آیت نمبر72۔ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ

ترجمہ۔ کہا جائے گا، داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں، یہاں اب تمہیں ہمیشہ رہنا ہے، بڑا ہی برا ٹھکانا ہے یہ متکبروں کے لیے

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ اللہ تعالی کہہ رہے ہیں بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے یہ متکبروں کے لئے۔ آپ نے پچھلی آیات میں یہ پڑھا تھا آیت نمبر 60 میں **أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ** اور آپ نے آیت نمبر 32 میں پڑھا تھا **أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ** اور یہاں پہ پھر وہی بات ہے **فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ** بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے متکبروں کے لیے۔ ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اندر سے کبر کا نکالیں اور کبر کا مطلب ہے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا (انسان کے اندر میں ہونا) اور انسان حق کو جھٹلائے اور اپنی مرضی کرے اور اللہ، اللہ کے رسول اور اللہ کی کتاب کا انکار کرے تو ایسے جو متکبرین ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور یہ کون لوگ ہیں یہ اللہ کے نافرمان ہیں کافر ہیں اب دوسرا گروہ ہے جو کہ متقین کا ہے

آیت نمبر73۔ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ

ترجمہ۔ اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے، اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے، تو اُس کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ "سلام ہو تم پر، بہت اچھے رہے، داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لیے"

وَسِيقَ اور ہانکا جائے گا **الَّذِينَ** ان لوگوں کو جو **اتَّقَوْا رَبَّهُمْ** اپنے رب سے ڈرتے رہے یعنی اللہ کی نافرمانی سے ڈر کر تقویٰ کی زندگی بسر کرتے رہے تو انہیں بھی ہانک کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا **وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا** گروہ در گروہ **حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا** یہاں تک کہ وہ جب جنت میں پہنچ جائیں گے **وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا** اور اس کے دروازے ان کے لیے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے سبحان اللہ اب آپ دیکھیں **سوق** کے معنی ہیں کسی چیز کو کسی چیز کی طرف ہانک کر لے جانا یہ اچھے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور برے معنوں میں بھی۔ پیچھے آپ نے جہنمیوں کے لیے بھی پڑھا کہ ان کو ہانک کرلے جایا جائے گا یہاں پہ اچھے معنوں میں ہے کہ آگے پیچھے دائیں بائیں فرشتے اپنی راہنمائی میں، حفاظت میں انہیں جنت کی طرف لے جا رہے ہوں گے جیسے جو مہمان خصوصی ہوتے ہیں خاص مہمان ہوتے ہیں ان کے آگے پیچھے لوگ ہوتے ہیں جو ان کو بڑے اہتمام سے لے کے جاتے ہیں بالکل اسی طرح سے تو فرشتے آگے پیچھے ان کے ہوں گے جنت کی طرف انہیں اپنی رہنمائی میں حفاظت میں لے کے جا رہے ہوں گے **حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا** جب وہ جنت کے پاس پہنچیں گے **وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا** اور اس کے دروازے مفسرین کہتے ہیں کہ ان کے لیے کھولے جا چکے ہوں گے **وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا** اور جنت کے جو فرشتے ہوں گے وہ ان سے کہیں گے **سَلَامٌ عَلَيْكُمْ** سلام علیکم کہ تم پر سلامتی ہو **طِبْتُمْ** بہت اچھے رہے تم **طِبْتُمْ** جیسے کہ خیر مقدم کے کلمات ہیں جیسے کسی سے کہا

جائے کہ شاد آباد رہو ،اھلا وسھلا مرحبا پھلوں پھولوں ،خوش آمدید، جی آیاں نوں۔ **فَادْخُلُوهَا** پھر داخل ہو جاؤ اس میں **خَالِدِينَ** ہمیشہ کے لیے تو فرشتے اس طرح ان کا استقبال کریں گے اور آپ کو پتہ ہے کہ وہ جنت جس میں یہ لوگ داخل ہوں گے وہ جنت کیسی ہے **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ (17۔ السجدہ)** "پھر جیسا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لیے چھپا رکھا گیا ہے اس کی کسی متنفس کو خبر نہیں ہے"اور رسول اللہ ﷺ **نے** فرمایا حدیث میں آتا ہے کہ جنت کے 8 دروازے ہیں ان میں سے ایک **بَابِ الرَّيَّانِ** ہے جس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے (اسے صحیح بخاری نے روایت کیا ہے) اسی طرح جنت کے دوسرے دروازے ہوں گے **بَابِ الصَّلَاةِ** ، **بَابِ الصَّدَقَةِ، بَاب الْجِهَاد** وغیرہ (اسے بھی صحیح بخاری صحیح مسلم نے روایت کیا ہے) خاص بات جو میں بتانا چاہتی ہوں وہ کیا ہے (صحیح مسلم کی روایت ہے) کہ ہر دروازے کی چوڑائی 40 سال کی مسافت کے برابر ہوگی اس کے باوجود یہ بھرے ہوئے ہوں گے۔ (آپ سوچیں کہ ایک دروازہ جنت کا اتنا چوڑا ہوگا کہ 40 سال کوئی شخص چلتا رہے تو وہ سفر ختم نہ ہو اس کے باوجود اتنے لوگ جنت میں جائیں گے کہ وہ بھرے ہوئے ہوں گے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تو ان میں ہمیں بھی شامل کر لے آمین) پھر آپ دیکھیں کہ (یہ بھی صحیح مسلم کی روایت سے پتہ چلتا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ **نے** فرمایا سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والے نبی ﷺ **ہوں** گے۔ پھر اسی طرح ہمیں (صحیح بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے) کہ جنت میں سب سے پہلے جانے والے گروہ کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح اور دوسرے گروہ کے چہرے آسمان پر چمکنے والے ستاروں میں سے روشن ترین ستارے کی طرح چمکتے ہوں گے۔ جنت میں وہ بول و براز بھوک بلغم سے پاک ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے کی اور پسینہ کستوری کا ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں خوشبودار لکڑی ہوگی ان کی بیویاں الحور العین ہوں گی اور ان کا قد آدم علیہ السلام کی طرح 60 ہاتھ ہوگا (اسے صحیح بخاری نے روایت کیاہے) اسی

طرح سے(یہ بخاری کی ایک اور روایت ہے) کہ ہر مومن کو دو بیویاں ملیں گی ان کے حسن و جمال کا یہ حال ہوگا کہ ان کی پنڈلی کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا۔ سبحان اللہ۔ تو جنت اللہ نے اپنے متقین بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہے داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لیے جنتی کیا کہیں گے

آیت نمبر74۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ

ترجمہ۔ اور وہ کہیں گے "شکر ہے اُس خدا کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا، اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں" پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے

وَقَالُوا اور وہ کہیں گے **الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا** شکر ہے خدا کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا **صَدَقَنَا وَعْدَهُ۔ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ** اور جس نے ہم کو زمین کا وارث بنا دیا **نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ** اب جنت میں جہاں چاہیں ہم اپنی جگہ بنا سکتے ہیں یعنی ہم میں سے ہر ایک کو جو جنت بخشی گئی ہے اب وہ ہماری مِلک ہے اور ہمیں اس میں پورے اختیارات دیے گئے ہیں اور آپ کو پتہ ہے **نَتَبَوَّأُ (ب و ء)** اس کا مادہ ہے اور اس کے معنی ہیں جہاں کی آب و ہوا اور ماحول رہنے والے کی طبیعت کے موافق ہو۔ سو اس طرح سے وہ جہاں چاہیں گے جنت میں رہ سکتے ہیں **نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ** اس میں مفسرین کہتے ہیں کہ اہل جنت کے لیے اپنے اپنے مکانات، محلات اور باغات تو ہوں گے ان کو یہ اختیار بھی دیا جائے گا کہ دوسرے اہل جنت کے پاس ملاقات اور تفریح کے لیے جایا کریں اور یہ **مفہوم**

حدیث ہے" رسول اللہ ﷺ**کی** کہ ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے اتنی محبت ہے کہ اپنے گھر میں بھی جاتا ہوں تو آپ ہی کو یاد کرتا رہتا ہوں۔ یعنی جب میں آپ کی محفل میں آتا ہوں تو آپ سے ملتا ہوں خوش ہوتا ہوں اور جب گھر جاتا ہوں تو آپ کو یاد کرتا ہوں اور جب میں آپ کی خدمت میں نہیں آتا تو مجھے صبر نہیں آتا لیکن جب میں اپنی موت کو یاد کرتا ہوں اور آپ کی وفات کو یاد کرتا ہوں تو میں بہت اداس ہوتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ آپ تو جنت میں نبیوں کے مقامات عالیہ میں ہوں گے اور اگر میں جنت میں پہنچ بھی گیا تو کسی نیچے کے درجے میں ہوں گا مجھے یہ فکر ہے کہ میں آپ کو جنت میں کیسے دیکھوں گا سبحان اللہ اب سوچیں رسول اللہ ﷺ**نے** ان کی بات سن کر کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبرائیل امین یہ ایت لے کر نازل ہوئے" **وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (69۔ النساء)** یہ سورۃ النساء کی آیت ہے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ اس میں کیا بات بتائی گئی ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے مسلمان کہاں پہ ہوں گے یعنی وہ نبیوں سے صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے اور کتنی اچھی ہے یہ رفاقت جو کسی کو میسر ہو جائے یہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 69 ہے۔ تو پھر اس آیت کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں **نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ** کہ معنی ہیں کہ جو جنتی جنت چلے جائیں گے تو وہ جنت کے اندر بے روک ٹوک جائیں گے یعنی اونچے مقامات پر بھی جا سکتے ہیں اعلی درجات پہ بھی جا سکتے ہیں یعنی اپنے محلات اور باغات تو انہیں ملیں گے لیکن انہیں یہ اختیار بھی دیا جائے گا کہ وہ دوسرے اہل جنت کے پاس ملاقات اور تفریح کے لیے جائیں اور جہاں چاہے جائیں یہاں پہ کہا نا کہ وہ پہلی بات کیا کہیں گے جنتی **الْحَمْدُ لِلَّهِ** اللہ کا شکر ہے۔ دوسری بات **الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ** کہ جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا کہ ہمیں جنت میں بھیج دیا اللہ تعالی نے نیکی کا اتنا خیر مقدم کیا۔ تیسری بات **وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ** ہمیں زمین کا وارث بنا دیا(

یعنی جنت کا وارث)۔ چوتھی بات **نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ** کہ اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں یعنی خاص جگہ تو ملے گی ہی اس کے علاوہ جہاں چاہیں پھریں **فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ** پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے۔ تو یہ جو ہے کہ بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے مفسرین کہتے ہیں کہ یہ قول اہل جنت کا بھی ہو سکتا ہے اور اللہ تعالی کی طرف سے بھی بطور اضافے کے ہو سکتا ہے اور سورۃ الزمر کی آخری آیت ہے اور اس آخری آیت میں قیامت کے دن کا حال بیان کیا گیا ہے

آیت نمبر 75۔ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ۔ اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے رب کی حمد اور تسبیح کر رہے ہوں گے، اور لوگوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائے گا، اور پکار دیا جائے گا کہ حمد ہے اللہ ربّ العالمین کے لیے

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ اور تم دیکھو گے کہ فرشتے **حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ** کہ عرش کے گرد اس کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔ یہاں پہ **حَافِّينَ** کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور **(ح ف ف)** اس کا مادہ ہے اور اس کے معنی ہیں گھیرنا، گھیرا باندھنا اور کسی کے گردا گرد اس کو گھیر لینا تو فرشتے اس دن گھیر ا کیے ہوئے ہوں گے عرش کے گرد **يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** اور وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر رہے ہوں گے۔ **ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ** اور حق کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا **وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** اور پکار دیا جائے گا کہ حمد ہے اللہ رب العالمین کے لیے تو یہ جو آیت ہے اس میں

بتایا جا رہا ہے کہ جب حساب کتاب ہو جائے گا اہل جنت جنت میں، اہل جہنم جہنم میں بھیج دیے جائیں گے ہر ایک کے ساتھ پورے عدل اور انصاف کے ساتھ جب فیصلہ ہو جائے گا تو فرشتے کیا کر رہے ہوں گے؟ اس وقت وہ عرش کے چاروں طرف سر جھکائے ہوئے ادب کے ساتھ اپنے رب کی پاکی اور بڑائی بیان کر رہے ہوں گے اور جب اللہ تعالی تمام مخلوقات کے درمیان پورے عدل اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیں گے تو وہ جو حشر کے میدان میں حساب کتاب ہو رہا ہے وہ ختم ہو جائے گا تو اس وقت فرشتے اور جنت میں جانے والے جنتی اللہ رب العالمین کا شکر ادا کریں گے اللہ کی تعریف بیان کریں گے کہیں گے **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** تو اللہ کی حمد و ثنا کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کرنا تو یہ کیا ہے؟ کہ ہمیں دنیا میں بھی بیان کرنی چاہیے اور وہاں پہ جنتی بھی بیان کریں گے اور اس کے ساتھ ہی فرشتے بھی یہی صدائیں بلند کریں گے یعنی وہ فرشتوں کی ہمنوائی کریں گے تو آپ دیکھیں کہ جو آخری آیت ہے سورۃ الزمر کی ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ ہمیں اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنی چاہیے سورۃ الفاتحہ قران کا آغاز بھی الحمدللہ رب العالمین سے ہوتا ہے اور آپ دیکھیں کہ کیوں؟ کہ اللہ عدل کرنے والے دن کا مالک ہے اور یہاں پہ بھی اللہ کے عدل کی وجہ سے ہی بتایا جا رہا ہے کہ دراصل تعریف اور حمد و ثنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو عمل کرنے والا بنائے اور ہمیں ان لوگوں میں شامل کر لے جو جنتی ہیں اور گروہ درگروہ جنت میں لے جائے جائیں گے تو سورۃ الزمر کی یہ سب جو آخری آیات ہیں بڑی ہی خوبصورت ہیں بڑی ہی پیاری آیات ہیں بڑے دل نشیں انداز میں بڑے ہی خوبصورت انداز میں ایک طرف اللہ کی کبریائی کو بیان کیا گیا ہے اللہ کے اقتدار کا نقشہ کھینچا گیا ہے دوسری طرف یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کا جب نامۂ اعمال رکھا جائے گا تو نبیوں کو بھی اور گواہوں کو لایا جائے گا اور گواہ کون ہوں گے نمبر 1۔ نبی۔ نمبر 2۔ فرشتے۔ نمبر 3۔ امت محمدیہ۔ نمبر 4۔ انسان کے اپنے اعضاء اور جوارح۔ اور یہ قرآن کی آیتوں سے

ہمیں دلیل ملتی ہے کہ نبی بھی گواہ بنیں گے فرشتے بھی اور پھر امت مسلمہ بھی **لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (143- البقرہ)** اور اسی طرح انسان کے جسم کے اعضاء کے **وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ (65- یٰسین)** یہ سارے گواہی دیں گے اور اس دن کوئی شخص بھاگ نہیں سکتا کہیں جا نہیں سکتا۔ تو پھر کیا کرنا چاہیے پھر ہمیں جو ہے حسن عمل اختیار کرتے ہوئے تقویٰ پر اپنی زندگی کے دن گزارنے چاہیے ہمیں انبیاء کو اپنا ہیرو بنانا چاہیے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ کی یہ بات بہت متاثر کرتی ہے کہ جب وہ فوت ہوگئے تو لوگ ان کی بیوی فاطمہ کے پاس تعزیت کے لیے آئے وہ بہت ہی عبادت کرنے والے نفل پڑھنے والے بھی تھے روزے رکھنے والے بھی صدقہ خیرات کرنے والے بھی تو ان کی بیوی نے پتہ ہے کیا جواب دیا تھا؟ انہوں نے کہا تھا کہ عمر نوافل میں اور روزوں میں اور تہجد میں تم سے زیادہ نہیں تھے لیکن خدا کی قسم وہ اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے اور آخرت کےدن کا بہت زیادہ خوف رکھنے والے تھے۔ تو اللہ کا ڈر اور اللہ کا خوف یہ وہ بنیادی پتھر ہیں یہ ہماری اخلاق اور کردار کی عمارت کی وہ بنیادی اینٹیں ہیں کہ جس سے ہمارے کردار میں ایک انقلاب پیدا ہوگا تو آئیے اپنے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کریں آخرت کا خوف پیدا کریں اور اللہ کا ڈر اور اللہ کا خوف انسان کو پھر متقی انسان بناتا ہے وہ چلتا ہے تو قدم ڈر ڈر کر رکھتا ہے وہ بولتا ہے تو الفاظ سوچ سوچ کر بولتا ہے اور پھر وہ **غض البصر** کرتا ہے پھر وہ اپنے کانوں کی حفاظت کرتا ہے اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے اور پھر وہ جب بیٹھتا ہے تو اپنی زبان کو کھینچتا ہے پھر وہ روتا ہے پھر وہ اپنی عدالت میں اپنے کٹہرے میں اپنے آپ کو کھڑا کرتا ہے اور پھر سوچتا ہے فلاں جملہ کیوں بولا تھا؟ فلاں کی طرف ایسے کیوں دیکھا تھا؟ ایسے کیوں کر دیا تھا مجھے کیا ہو گیا تھا مجھے غصہ کیوں آ گیا تھا؟ میں ایسا کیوں کرتی ہوں؟ مجھ سے کیوں غلطی ہو جاتی ہے؟ اور پھر وہ اللہ کے آگے رجوع کرتا ہے اور پھر ندامتوں کا طوفان اس کو اللہ کے آگے جھکاتا ہے دامن کو پھیلاتا ہے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتا ہے

اور پھر وہ انابت اختیار کرتا ہے پھر وہ توبہ استغفار کرتا ہے اور پھر وہ اللہ کا بندہ بن جاتا ہے تو اللہ تعالی مجھے اور آپ کو اپنی بہترین بندیاں بنائے ہم سب سے راضی ہو جائے ہم سب کے گناہوں کو معاف کرے ہمیں اپنے شوہروں کے اطاعت کرنے والی وہ بیویاں بنا دے کہ جنہیں ان کا شوہر دیکھے تو خوش ہو جائے اور پھر پیارے رسول ﷺ نے فرمایا ایسی بیویاں جنت کے جس دروازے سے جائیں داخل ہو جائیں۔ ہمیں ایسی مائیں بنا دے ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے ہمیں ایسی اولاد بنا دے جو کہ رحمت ہے اور اپنے والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ ہمیں ایسے دوست احباب بنا دے جو صحبت صالح دیتے ہیں۔ جو لوگوں کے لیے روشنی بنتے ہیں جو لوگوں کے لیے گھنا سایہ دینے والا درخت بنتے ہیں جس درخت کے پھل توڑ کر لوگ کھاتے ہیں اس کے سائے کے نیچے بیٹھتے ہیں اللہ تعالی مجھ سے اور آپ سے ہم سب مسلمانوں سے راضی ہو جائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ